New Era Magazine
تم کو دیکھے گے تو مر جائیں
NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
از قلم خدیجہ مظہر
www.neweramagazine.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(مکمل ناول)

تم کو دیکھیں گے تو مر جائیں گے

از خدیجہ مظہر خادی

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشاءاللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

"ہجر کی اجاڑ راتوں میں

ہم بس یہی سوچتے رہے

ہو گی جب صبحِ وصال

کیسا دکھے گا سب کچھ

کیا ہو گی اس پل

سورج کی چال

اور کیسے دن کی سفیدی

رات سے ابھرے گی

ہو گے جب رو برو تم

کیسے اٹھیں گی پھر

نظریں تمہاری جانب

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Int...

ہم فقط سوچتے رہے

الفاظ کوئی نئے بنائیں گے

باتوں کو چھوڑ کر اس دن

آنکھوں سے کلام سنائیں گے

ہم خوش بخت ہوں گے اس دن

جیسے دنیا یہ دسترس میں ہو

کون جانے کہ بعد از جدائی

موقعہ ءِ وصال پر

لوگ مر بھی جاتے ہیں

ہاں وہ بدنصیب لوگ

جنہیں خوشیاں راس نہیں آتی"

(خدیجہ مظہر)

آج دو سال بعد وہ ایک دوسرے کے سامنے تھے. وہ دونوں جو یک جان ہونے کا دعویٰ کرتے تھے آج دو سال ہو گئے تھے ہجر میں. ہجر میں تو لوگ مر جاتے ہیں مگر وہ زندہ تھے وہ دیکھ سکتے تھے سانس لے سکتے تھے مگر گویائی کھو چکے تھے شاید.

کچھ کہنے کو نہیں تھا کسی کے پاس. فقط اک آہ کے سوا....اک افسوس بھری آہ کے سوا.....

وہ یوں دیکھ رہے تھے کہ جیسے کوئی صدیوں کا پیاسا پانی کو دیکھ کے ہی اپنی پیاس بجھا رہا ہو. وہ پانی کے پاس پہنچ تو چکا ہو مگر ہمت کھو چکا ہو اس زندگی بخش جام کو منہ لگانے کی. انکا حال بھی اک پیاسے جیسا تھا. فقط بصارت ہی تو تھی جو سیراب ہونے میں ساتھ دے رہی تھی دونوں اپنی جگہ پہ ساکت تھے. وہ اس سے چار فٹ کے فاصلے پہ دروازے کے قریب کھڑا تھا اور اب وہیں بیٹھ گیا تھا وہ خود نہیں بیٹھا تھا اسے کسی قوت نے زبردستی بٹھا دیا تھا وہ تو مجسمہ بن گیا تھا.

سب کچھ ساکن تھا ہوائیں جو کچھ دیر پہلے زور و شور سے چل رہی تھیں وہ بھی ساکن ہو چکی تھیں بارش جو کسی طوفان کی مانند برس رہی تھی وہ بھی تھم گئی. اگر کچھ ساکن نہیں ہوا تھا تو وہ انکی دھڑکنیں تھیں.

باہر صدا لگانے والے نے صدا لگائی تھی "ٹوٹی ہوئی چیزوں کی مرمت کروالیں."

کاش کے بکھرے وجود کی بھی مرمت ہو سکتی کاش ٹوٹے دل کی بھی مرمت ہو سکتی.
ممکن ہے ہوتی بھی ہو مگر جو ریزہ ریزہ ہو چکا ہو جس کی کرچیوں کو اکٹھا کرنا ہی ناممکن ہو چکا ہو اس کا کیا؟؟؟؟

****

پانچ سال پہلے........

رائمہ ایک حسین و جمیل لڑکی تھی. اس میں ایسی کشش تھی کہ اسکی جانب کھنچے بغیر کوئی رہ نہیں سکتا تھا. سرخ و سفید رنگت، گھنے سیاہ بال، دراز قامت، گلابی ہونٹ اور سب سے بڑھ کر اسکی خوبصورتی میں سب سے اہم کردار اسکی سیاہ چشمگیں کا تھا.
یونیورسٹی میں اپنے حسن کے ساتھ ساتھ ذہانت کی بدولت بھی بہت مشہور تھی مگر غرور نام کی کوئی چیز اس میں نہیں پائی جاتی تھی ہر کسی کی مدد کرنا پسندیدہ مشغلہ تھا.
20 سال کی یہ حسین دوشیزہ خاندان کی روایتوں سے لاعلم اپنے ایک کلاس فیلو سے محبت کر بیٹھی. اسکی محبت سے پوری کلاس واقف تھی یہی وجہ تھی کہ اس قدر حسین و جمیل ہونے کے باوجود کوئی بھی لڑکا بری نگاہ سے نہ دیکھتا تھا. اسکی واحد محبت صارم

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تھا. ہر پل، ہر لمحہ اسکے ساتھ گزارنے کے خواب دیکھے تھے اس نے. اور دونوں کو یقین تھا کہ یہ خواب اک دن حقیقت ضرور ہوں گے. بس دونوں اک مناسب وقت کے انتظار میں تھے. صارم بھی بے انتہا چاہتا تھا رائمہ کو اور دونوں ایک دوسرے کے بغیر زندگی گزارنے کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے. رائمہ بچپن سے اپنے کزن عفان کے ساتھ منسوب تھی عفان خوبصورت مگر اکھڑ مزاج، مغرور اور دنیا کو اپنی جوتی کی نوک پہ رکھنے والا انسان تھا. رائمہ کو اس بات سے بہت چڑ تھی اور ویسے بھی اس کی ہر سوچ تو صارم تک ہی محدود تھی اور وہ چاہ کے بھی کسی اور کا خیال نہیں لا سکتی تھی. صارم بھی وجیہ، خوبصورت اور خوب سیرت تھا.

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

زندگی بہت پر سکون گزر رہی تھی اور ہر دن کیفے ٹیریا میں دونوں اپنی خوبصورت زندگی کی پلاننگ کیا کرتے تھے. جان بستی تھی اک دوجے میں.

محبت تو سوچ کے کی نہیں جاتی اور جو سوچ سمجھ کے کی جائے اسے محبت نہیں کہتے.

مگر برا وقت کسی سے پوچھ کے آتا ہے کیا؟

ایک دن عفان اپنے دوست کے ساتھ اسکے ایڈمیشن کے سلسلے میں رائمہ کی یونی چلا گیا اور کیفے ٹیریا میں ان کو ایک ساتھ دیکھ لیا. وہاں تو بے عزتی کے خوف سے کچھ نہ کہا مگر

گھر میں سب کے سامنے رائمہ کا راز فاش کر دیا، رائمہ ابھی اس سب کے لئے تیار نہیں تھی.

****

*

"رائمہ" گونج دار آواز میں ابا نے کہا. اور رائمہ کو لگا آج وہ نہیں بچے گی.

"بتاؤ کیا یہ سچ ہے؟"

"ابا جی!....وہ"...

"میں کیا پوچھ رہا ہوں کیا یہ سچ ہے؟"

اب رائمہ خاموش تھی کہنے کو کچھ نہیں تھا فقط سر جھکا ہوا تھا اور آنسو قطار در قطار گالوں پہ بہہ رہے تھے.

"دور ہو جاؤ میری نظروں سے" اپنے شفیق باپ کی سختی پہلی دفعہ دیکھی تھی رائمہ نے.

تمام نفوس بالکل ساکت بت بنے کھڑے تھے کسی میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ کچھ بول

سکے. رائمہ اکلوتی بیٹی تھی.

"سن لو اگلے مہینے رائمہ کا نکاح ہو گا عفان کے ساتھ".

رائمہ پہ تو گویا آسمان گرا دیا گیا. پورا چہرہ آنسوؤں سے بھیگ چکا تھا اور اب وہ ہچکیوں ساتھ رونے لگی.

"ابا جی پلیز" رائمہ آگے بڑھنے لگی مگر انہوں نے ہاتھ سے ہی روک دیا.

"عفان بیٹا اگر تمہیں اعتراض نہ ہو تو"

اب رائمہ نے قابل رحم نگاہوں سے عفان کو دیکھا. شاید اسے عفان سے رحم کی بھیک مل جائے.

"نہیں چچا جان مجھے کوئی اعتراض نہیں" امید کی آخری ڈور بھی ٹوٹ گئی.

اب وہ اپنے باپ کے قدموں میں گر گئی.

"پلیز ابا جی ایسا مت کریں میں مر جاؤں گی" وہ گڑگڑا رہی تھی.

"تو مر جاؤ" انتہائی سفاک لہجے میں کہا گیا.

"اس سے تو اچھا تھا کہ اپنے ہاتھوں سے تمہارا گلہ دبا دیتا کم از کم یہ شرمندگی تو نا اٹھانی پڑتی" .

عفان بھی جا چکا تھا اور ابا جی بھی اور رائمہ وہیں منہ کو دونوں ہاتھوں سے چھپائے روئے جا رہی تھی.

"بیٹا اٹھو چلو کمرے میں" یہ شفقت بھرا لہجہ ماں کا تھا وہ رائمہ کے پاس بیٹھ کے اسے اٹھانے کی کوشش کرنے لگیں.

اور رائمہ ان کے گلے لگ کے پھوٹ پھوٹ کے رو دی.

"میں مر جاؤں گی امی مر جاؤں گی. پلیز یہ زبردستی نا کریں میرے ساتھ" .

وہ دکھ میں شریک ہونے کے سوا اور کیا کر سکتی تھیں.

بہت مشکل سے رائمہ کو کمرے میں لے کر گئیں. اسکی حالت ایسی نہیں تھی کہ کوئی سوال وجواب کیئے جاتے. وہ جلدی ہی کمرے سے باہر آ گئیں. بیٹی کی حالت دیکھی نہیں جا رہی تھی.

*****........................******

"رائمہ کے ابو" شائستہ نے پکارا.

"ہاں" انہوں نے کتاب سے نظریں ہٹاتے ہوئے کہا.

"وہ..رائمہ کی حالت بہت خراب ہے."

"تو کیا کر سکتا ہوں میں."

"بہت تیز بخار ہے ڈاکٹر کو ہی بلا دیں"

"اچھا میں کرتا ہوں کال."

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana...

کچھ دیر بعد ڈاکٹر آ گئے چیک پ کیا میڈیسن دی.

مگر یہ بخار دوا سے ٹھیک ہونے والا تو نہیں تھا.رائمہ کو تو کسی بھی شے کی ہوش نہیں تھی.

خلیل صاحب سے بھی بیٹی کی حالت دیکھی نا گئی.اور فوراً کمرے سے باہر آ گئے.

شائستہ بہت دیر تک بیٹی کا سر دباتی رہی رات 12 بجے رائمہ کو ہوش آیا.

"بیٹا کچھ کھا لو"

"امی" رائمہ نے مضبوطی سے ماں کا ہاتھ پکڑا.

"ہاں میری جان"

"امی ابو سے کہیں ایک دفعہ صارم سے مل تو لیں وہ بہت اچھا لڑکا ہے. مجھ سے نہیں ہو گا امی میں تصور بھی نہیں کر سکتی اس کے بغیر زندگی کا" آج تک کبھی ایسی بات ماں سے نہیں کی تھی مگر آج کیسے بغیر ہچکچاہٹ سے کہہ رہی تھی شاید عشق بزدل کو بھی نڈر اور بے باک کر دیتا ہے.

"میں بات کروں گی تمہارے ابو سے مناؤں گی میں انہیں تم فکر نا کرو"

"مجھے اور کچھ بھی نہیں چاہیے امی بس یہ ایک خواہش پوری کر دیں بس مزید ایک یہ خواہش. ہمیشہ میری ہر بات مانتے ہیں تو یہ بھی مان لیں پلز"

"مان جائیں گے تم پریشان نہ ہو" اس وقت بیٹی کو حوصلہ دینے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا.

"ابھی تم اٹھو میں کھانا لے کر آتی ہوں کچھ کھا لو"

مائیں بہت عجیب ہوتی ہیں ہمیشہ تکلیف سہہ لیتی ہیں مگر ظاہر نہیں کرتی. بیٹی کو تو جیسے اک نامحرم کی محبت کے سوا کچھ دکھائی ہی نہیں دے رہا تھا. اس وقت شائستہ نا بیٹی کو

مایوس کر سکتی تھی اور نا اپنے مجازی خدا کی نافرمانی.

....

آج رائمہ یونی نہیں گئی تھی بار بار صارم کی کال آئی تھی مگر اس نے اسے اس بات سے آگاہ نہیں کیا تھا وہ نہیں چاہتی تھی کہ وہ بھی پریشان ہو جائے طبیعت خراب ہونے کا بتا کر کال کاٹ دی تھی.

شاید محبت ایسی ہی ہوتی ہے کہ عاشق ساری تکالیف خود برداشت کر لیتا ہے مگر اپنے محبوب کو ذرا سی تکلیف دینے کا سوچ بھی نہیں سکتا.

امی نے وعدہ کیا تھا کہ وہ آج ہی ابو سے بات کریں گی اور اسے امید تھی کہ ابو مان جائیں گے کیونکہ کل تو غصے میں تھے اور اولاد ایسا کوئی کام کرے تو غصہ آنا تو بنتا ہی ہے.

رائمہ نے اپنی دوست نے اپنی دوست فاطمہ کو کال کی جو کہ اس کے ہر راز سے واقف تھی اور اس کے کال ریسیو کرنے پہ ہی پھوٹ پھوٹ کر رو دی. اور سارا قصہ سنا دیا.

"تم پریشان تو مت ہو رائمہ"

"کیسے؟ مجھے لگ رہا سب کچھ برباد ہو جائے گا".

"ایسا کچھ نہیں ہو گا تم فکر مت کرو. تم نے صارم کو بتایا؟"

"نہیں میں اسے پریشان نہیں کروں گی"

"کیوں نہیں. اگر اس کے ساتھ زندگی گزارنے کے لئے پریشان ہو تو اسکا ساتھ بھی تو چاہیے اسے پانے کے لئے فوراً اسے آگاہ کرو"

"ابو مان جائیں تو ہی کچھ ہو گا نا"

"ایسے تو نہیں مانیں گے. جب وہ اپنے گھر والوں کو بھیجے گا انکل ان سے ملیں گے تو شاید مان بھی جائیں"

"تم فوراً بتاؤ اسے"

"اچھا میں کرتی ہوں اسے کال"

"اوکے پریشان نہیں ہونا"

دوست اچھے ہوں تو ان سے بات کر کے آدھی پریشانی تو ختم ہو ہی جاتی ہے.

اب اس نے صارم کو کال کی اور اسے ساری بات بتاتے ہوئے گھر والوں کو بھیجنے کا کہا.

صارم بھی بہت زیادہ پریشان ہو گیا ابھی تو اس کے گھر اس کی شادی کی کوئی بات نہیں

ہوئی تھی تو کیسے وہ بی ایس کے تھرڈ سمیسٹر میں ہی گھر بات کرلیتا. لیکن محبت کے لئے تو کچھ بھی کیا جاسکتا ہے تو یہ بھی سہی.

"امی آج ابو سے بات کریں گی تو میں پھر بتاؤں گی آپکو"

"ٹھیک ہے. لیکن پریشان تو نا ہوں پلیز. یقین رکھو محبت پہ سب اچھا ہو گا".

"یقین تو بہت ہے"

"تو بس دعا کرو سب بہتر ہو گا"

رات کو شائستہ ابھی خلیل صاحب سے بات کرنے کے لئے الفاظ کو ترتیب دے ہی رہی تھیں کہ اس سے پہلے خلیل صاحب بول پڑے.

"کیسی ہے اب رائمہ؟"

"بہتر ہے پہلے سے."

"اسے یونی بھیجنے کی اب کوئی ضرورت نہیں" .

"کیوں؟ کیا اب وہ ایک غلطی کے لئے پڑھنا چھوڑ دے؟"

"یہ کوئی معمولی غلطی نہیں ہے. مجھے تو سمجھ نہیں آرہی کہ کل بھائی سے کیسے بات کروں گا. کل وہ لوگ آرہے ہیں ڈیٹ فائنل کرنے" .

"پلیز اتنی جلد بازی مت کریں" .

"کیا تم بھی اپنی بیٹی کا ساتھ دو گی؟ یہ تو شکر ہے کہ عفان سب کچھ جانتے ہوئے بھی شادی کرنے پہ راضی ہو گیا" .

"آپکو کیا لگتا ہے کہ اس سب کے بعد عفان رائمہ کو خوش رکھ پائے گا؟ کیا وہ رائمہ پہ ہمیشہ شک نہیں کرے گا؟"

"نہیں مجھے یقین ہے ایسا نہیں ہو گا وہ بھتیجا ہے میرا"

"لیکن کیا رائمہ خوش رہ پائے گی؟"

"ہو جائے گی ٹھیک آہستہ آہستہ" .

"ایک دفعہ آپ اس سے تو مل لیں جس سے رائمہ چاہتی ہے ہو سکتا ہے اچھا لڑکا ہو .
"

"بس کردو شائستہ. مجھے تو لگتا بیٹی کے ساتھ ساتھ تمہاری عقل پہ بھی پردہ پڑ گیا. اور

اس سب میں تو قصور ہی تمہاری تربیت کا ہے. "سخت لہجے میں کہا گیا.

جب بات تربیت پہ آجائے تو عورت کو جیتے جی مار دیتی ہے مگر ماں ہے نا اولاد کے لئے یہ بھی برداشت کر لیتی ہے.

"ایک دفعہ.... پلیز اپنی بیٹی کی خاطر "

"کیا لگتا ہے تمہیں میں اپنی بیٹی کے لئے غلط فیصلہ کروں گا. میں بہتر جانتا ہوں کہ اس کے لئے کیا صحیح ہے اور کیا غلط. بہتر ہو گا اب اس موضوع پہ اور بحث نا کی جائے یہ میرا اٹل فیصلہ ہے کہ اگلے ماہ رائمہ کا نکاح عفان سے ہو گا اور بس"

اگلے دن رائمہ بے چین تھی کہ کب امی جان کل ابو سے ہونے والی بات بتائیں مگر وہ کچنمیں مصروف تھیں اور بہت کم بول رہی تھیں. رائمہ نے پوچھا کہ یہ سب تیاریاں کس لئے ہو رہی ہیں. تو انہوں نے کیا کچھ مہمان آرہے ہیں.

کچھ دیر بعد رائمہ اپنے کمرے میں صارم سے بات کر رہی تھی کہ امی جان داخل ہوئے اس نے فوراً کال کاٹ دی اور بوکھلائے ہوئے انداز میں اٹھ کھڑی ہوئی.

"بیٹا! باہر آجاؤ تمہارے تایا ابو آئے ہیں."

"کیا کرنے آئے ہیں وہ "رائمہ جان چکی تھی اس پہ عذاب نازل ہونے والا تھا.

"تمہارے نکاح کی ڈیٹ فائنل کرنے"

"امی پلیز....پلیز امی جان. !! مجھ سے نہیں ہو گا "رائمہ انکے قدموں میں بیٹھ گئی.

"دیکھو پاگل مت بنو.. خدا کے لئے چھوڑ دو یہ ضد"

"یہ ضد نہیں ہے امی محبت کرتی ہوں میں."

"تمہیں میرے سر کی قسم اب مزید کچھ مت کہنا. بھول جاؤ سب کچھ اور سب کو آ کے نارمل انداز میں ملو". شائستہ بھی فرش پہ بیٹھ گئیں اور اسکا ہاتھ اپنے سر پہ رکھتے ہوئے کہا.

رائمہ اس بات پہ بے بس ہو گئی اور روتے ہوئے فقط اثبات میں سر ہلا دیا.

....

سب کچھ نارمل انداز میں ہو گیا. شاید عفان نے اپنے گھر رائمہ والی بات کا ذکر نہیں کیا تھا اور ابو اس بات پہ بہت مطمئن تھے کہ سب کچھ خیر و عافیت سے طے پا گیا.

رات کو رائمہ کی حالت بہت عجیب تھی بہت دیر تک ماں جی کی گود میں سر رکھ کے

روتی رہی اور یوں ہی سو گئی.

شائستہ اپنے کمرے میں آ گئیں.

"دیکھا...! میں نے کہا تھا نا کہ ٹھیک ہو جائے گی رائمہ اور تم مانتی نہیں تھی"

"آپ نہیں سمجھیں گے خلیل صاحب خاموشی کے پیچھے چھپے طوفان کو. جب عورت چپ ہو جاتی ہے تو سمجھ لینا چاہیے کہ اس کے اندر اک نا ختم ہونے والی جنگ چھڑ چکی ہے اور وہ جنگ کسی بھیانک وادی میں لے جا کر پھینکتی ہے اور اک خوفناک انجام کے ساتھ اسکا اختتام ہوتا ہے".

"ایسا کچھ نہیں اللہ کرم کرے گا" آج خلیل صاحب کچھ سکون محسوس کر رہے تھے.

انہوں نے کروٹ بدلی اور آنکھیں بند کر لیں.

"سب کچھ ختم ہو گیا فاطمہ...سب کچھ ختم ہو گیا" فاطمہ آج اس سے ملنے آئی تھی اور وہ اس کے گلے لگ کے رونے لگ گئی.

"اللہ کرم کرے گا" فاطمہ اسے تھپکی دیتے ہوئے فقط اتنا ہی کہہ پائی.

"اب کچھ ٹھیک نہیں ہو سکتا.20 دن بعد نکاح ہے میرا عفان سے"

" ممکن ہے اسی میں بہتری ہو" اب اور کیا کہا جا سکتا تھا.

"اس میں کوئی بہتری نہیں... میں سوچ بھی نہیں سکتی صارم کے علاوہ کسی اور کو میں مر جاؤں گی نہیں تو... نہیں تو پاگل تو لازمی ہو جاؤں گی".

"ایسی باتیں مت کرو یار تکلیف ہوتی ہے" فاطمہ نے تڑپ کے کہا.

"اور جو تکلیف مجھے ہو رہی ہے اسکا کیا. تکلیف تو بہت چھوٹا لفظ لگ رہا ہے مجھے." اپنے سر پہ دونوں ہاتھ رکھے وہ انتہائی کرب سے کہہ رہی تھی.

"تم ہی بتاؤ میں کیا کروں"

"صبر کرو تم. اس وقت بس صبر کرو بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے".

"صبر کی تلقین کرنا بہت آسان کام ہے فاطمہ. بہت آسانی سے لوگ نصیحت دے دیتے ہیں ایک ایسے شخص کو کہ جو اپنی دنیا کھو چکا ہو. مگر تم نہیں جانتی کہ اس حالت میں سب سے زیادہ تکلیف ایسی صبر کی نصیحتوں سے ہوتی ہے. کسی کے سر پہ پہاڑ گرا دیا جاتا ہے کسی کے جذبات کو کچل دیا جاتا ہے اور تم لوگ کہتے ہو صبر کرو. آہ!!.....

کاش تم لوگوں کو جھیلنا پڑتا تو پتہ چلتا کہ کیسی اذیت ہے یہ"

"مگر دوست ہو تم اللہ نہ کرے کبھی تم پہ یہ وقت آئے"

"میں جانتی ہوں میرا کچھ بھی کہنا بیکار ہے اس وقت تم جس تکلیف میں ہو اس کا اندازہ بھی نہیں لگایا جاسکتا مگر پھر بھی میں یہی کہوں گی کہ ماں باپ سے زیادہ مخلص کوئی بھی نہیں. کبھی انہیں دھوکا مت دینا.اور اللہ جو کرتا ہے اسی میں بہتری ہوتی ہے ممکن ہے کہ تم ایک بجھ جانے والے ستارے کے لئے تڑپ رہی ہو اور اس ذات نے تمہاری قسمت میں ہمیشہ چمکنے والا ستارہ لکھ دیا ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ تمہیں اس چاند کا ساتھ دیا ہو کہ جو ستاروں کی دلکشی میں اضافہ کرتا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تمہیں اس سورج سے نوازا جائے کہ جس کی تپش تم تک پہنچنے والی ہر بری نظر کو جلا کر بھسم کر دے مگر رحمان کے فیصلوں کا یقین تمہیں اس وقت آئے گا جب تمہاری ہتھیلی پہ سورج رکھ دیا جائے گا اور اس سے تمہاری ہتھیلی خاک نہیں آسمان بن جائے گی" .

رائمہ اب اسکی گود میں سر رکھ کے لیٹ چکی تھی اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی. کچھ دیر بعد فاطمہ چلی گئی

صارم پریشانی میں ہلکان ہو رہا تھا اسکا بس نہیں چل رہا تھا کہ رائمہ کو کہیں دور کسی اور دنیا میں لے جائے ہر غم سے دور.

بار باراسے کال کر رہا تھا لیکن اب رائمہ نے کہہ دیا تھا کہ اسے مزید رابطہ نہیں رکھنا.

یہ بہت تکلیف دہ امر ہے کسی مخلص شخص سے ناچاہتے ہوئے بھی تعلق توڑنا اور مخلص بھی ایسا کہ جو جان نچھاور کرتا ہو.

ایک ہفتہ گزر گیا نکاح میں دو ہفتے باقی تھے اور ابھی تک رائمہ نے کوئی شاپنگ نہیں کی تھی رات کو ابو آئے تھے رائمہ کے پاس اور بہت دیر تک اس کے پاس بیٹھے اسے سمجھاتے رہے. یقین دلاتے رہے کہ اسکی اگلی زندگی بہت خوبصورت ہو گی خوشیوں سے بھری زندگی کی ضمانت دی اور یقین دلایا کہ ہر دکھ کا مداوا ہو گا مگر جو دکھ جو تکلیف عاشق کی رگوں میں سرایت کر جائے اس کا مداوا اس کے سوا کیا ہو سکتا ہے کہ اسے محبوب سے ملا دیا جائے.

اور رائمہ سے کہا کہ دو دن بعد وہ فری ہوں گے اور انہیں شاپنگ پہ لے جائیں گے.

ان کے بعد شائستہ بھی کافی دیر بیٹھ کے پیار کرتی رہیں اور پیار سے سمجھاتی رہیں مگر رائمہ نے تو چپ کا روزہ رکھ لیا تھا کچھ بھی نہیں بولی.

دو دن بعد تینوں شاپنگ کے لئے گئے. رائمہ نے اپنی پسند کا کچھ نہیں لیا ان کے ہزار

دفعہ پوچھنے پہ بھی کچھ نہیں بتایا بس جو چیز ماں باپ نے لے لی خاموشی سے وہی لی.

شاپنگ کے دوران بہت خاموشی رہی. پہلی مرتبہ کوئی ضد نہیں کی. جب ایک ضد ہی پوری نہ ہو سکی تو یہ چھوٹی ضد منوا کے کیا کرنا.

خلیل صاحب بل بنوانے لگے اور رائمہ باتھ روم کے لئے گئی. شائستہ وہیں شاپنگ بیگز کے پاس بیٹھی رہیں. کچھ دیر بعد خلیل صاحب کان سے موبائل لگائے آ گئے.

"رائمہ کہاں ہے؟"کال بند ہوئی تو پوچھا.

"وہ باتھ روم تک گئی ہے".

"جاؤ دیکھو اسے جلدی کریں گھر بھائی لوگ آئے ہیں رائمہ کے لئے کچھ خریداری کی ہے کہہ رہے ہیں رائمہ کو دکھا لیں."

"اچھا... میں دیکھتی ہوں."

"ہاں دیکھو میں بھی یہ چیزیں گاڑی میں رکھ لوں".

شائستہ اٹھ کے چلی گئیں. وہاں ایک ہی واش روم تھا دروازہ بند تھا وہ باہر انتظار کرنے لگیں. کچھ دیر بعد دروازہ کھلا اور سامنے دیکھ کر شائستہ کے پاؤں تلے تو جیسے زمین نہ

رہی. فوراً خاوند کی جانب دیکھا جو سامنے سامان رکھنے کے بعد انتظار کر رہے تھے. وہ بھی انکا پریشان چہرہ دیکھ کر فوراً ادھر آئے.

جنگ کا اختتام ایک بھیانک انجام کے ساتھ ہو چکا تھا.

گھر میں داخل ہوئے تو سامنے عقیل بھائی کھڑے تھے اور ان کو گاڑی سے اترتے دیکھ کر فوراً انکی جانب آئے.

"اسلام علیکم" پر جوش انداز میں سلام کیا.

مگر اس سلام کا جواب جھکی نگاہوں اور دھیمے لہجے میں دیا گیا. وہ گاڑی سے اترے اور عقیل صاحب کے گلے لگ گئے. پیچھے شائستہ بیگم بھی اک مجسمہ بنی کھڑی تھیں. انتہائی کٹھن مقام تھا.

"کیا ہوا بھائی.... آپکی طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟" خلیل صاحب کو تھپکی دیتے ہوئے انہوں نے پوچھا.

"کچھ ٹھیک نہیں.. کچھ بھی ٹھیک نہیں" وہ ان سے جدا ہوتے کانپتی آواز میں کہنے لگے. اور انہیں چھوڑ کے خود آگے بڑھ گئے.

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"بھابھی کیا بات ہے؟رائمہ کہاں ہے..وہ آپ کے ساتھ نہیں گئی تھی..؟"خطرے کی گھنٹی بج چکی تھی.وہ بے یقینی کی سی کیفیت میں بھابھی کو دیکھ رہے تھے اور سوال پوچھ رہے تھے مگر آگے سے ہنوز خاموشی تھی.

اس سے پہلے کہ وہ کوئی اور سوال پوچھتے اندر سے ساجدہ بیگم کے چیخنے کی آواز آئی.

"عقیبیل.....ادھر آئیں دیکھیں بھائی صاحب کو کیا ہو گیا"....

اور وہ افوراًاس جانب بھاگے.اور ساتھ ہی شائستہ بیگم بھی فوراً لپکی.

وہ بیہوش ہو چکے تھے.رائمہ انکی 20 سالہ محبت کو پسِ پشت ڈال کے،انکی محبتوں سے بے وفائی کر کے جا چکی تھی فقط کچھ عرصہ کی محبت کے لئے.

بہت گہرا صدمہ.پہنچا تھا انہیں.فوراًانہیں ہسپتال لے جایا گیا.آفاق بھی ساتھ تھا.کچھ دیر کے ٹریٹمنٹ کے بعد انہیں ہوش آگیا.ڈاکٹرز نے نیند آور گولیاں دے کر دوبارہ سلا دیا.دو گھنٹے بعد وہ دوبارہ اٹھے.

عقیل بھائی آفاق کو رائمہ کو ڈھونڈنے بھیجنے لگے مگر خلیل صاحب نے فوراً منع کر دیا کہ جو ڈھونڈا انہیں جاتا یے جو گم ہو جائیں مگر جو اپنی مرضی سے ماں باپ کی عزت کا جنازہ

نکال کے چلی جائے اسے کس بنا پہ ڈھونڈا جائے انکے اس فیصلے سے شائستہ تڑپ اٹھی اور یہ تو فقط وہی جانتے تھے کہ اس فیصلے سے انہیں کس قدر اذیت پہنچی.

اس وقت وہ اس کنڈیشن میں نہیں تھے کہ کسی بھی اور بات کا جواب دے سکتے.

****
****

ایک دن بعد وہ گھر آ چکے تھے. بھائی سے نظریں جھکا کے بات کر رہے تھے. نظریں ملانے کے قابل ہی کہاں چھوڑا تھا رائمہ نے.

سب پریشان تھے مگر ساجدہ بیگم دل ہی دل میں خوش بھی تھیں اور انہوں نے تو شکر ادا کیا کہ جان چھوٹی. شائستہ بیگم کی عجیب حالت تھی نہ کچھ کھانے کو دل کر رہا تھا نہ ہی کچھ بولنے کو بار بار فقط روئے جا رہی تھیں.

آفاق نے بھی جہاں سکون کا سانس لیا کہ ابو کے زبردستی کے رشتے سے جان چھوٹی وہیں اس نے اس بات کو انا کا مسئلہ بھی بنا لیا، اس کی انا کو ٹھیس پہنچی تھی کہ کوئی لڑکی اسے ٹھکرا کر کسی اور کے ساتھ چلی جائے بھلا اس میں کیا کمی تھی. اسے دھتکارے

جانے کا غصہ تھا.

"رائمہ خلیل... تم دیکھ لینا زندگی میں جب بھی کبھی موقع ملا اس بات کا بدلہ ضرور لوں گا تم نے مجھے انتقام کے جلتے انگاروں پہ چھوڑ دیا ہے اس زندگی کا انتخاب تم نے خود کیا دیکھ لینا تمہیں ایک دن اپنے ہی فیصلے پہ پچھتانا پڑے گا".

اس گھر میں ہی کھڑے آفاق نے دل میں اس سے انتقام لینے کا عزم کیا تھا.

پورے خاندان میں یہ خبر پھیل چکی تھی. اور سب ہی اپنی اپنی ذہنیت کے مطابق باتیں کر رہے تھے.

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

****

****

کچھ عرصہ گزرا. سب لوگ نارمل ہو گئے. مگر خلیل اور شائستہ کی زندگی تو وہیں ٹھہر گئی تھی.

دن میں نا جانے کتنی دفعہ شائستہ خود کو کوستی تھیں کہ وہ کتنی ناکام ماں ثابت ہوئی تھیں کہ انہیں اپنی بیٹی کے ارادوں کی خبر ہی نہ ہوئی پہلے محبت اور پھر یہ داغ..... کیوں

انہوں نے نظر نہ رکھی بیٹی پہ. کیسے لگ رہا تھا کہ سب کچھ نارمل ہو چکا مگر شائستہ بیگم کو اسکی خاموشی سے خوف تو آتا ہی تھا مگر اس خاموشی کا اختتام اتنا بھیانک ہو گا انہیں کیا معلوم تھا.

ادھر خلیل صاحب سوچتے تھے کہ کاش بیٹی کی بات ہی مان لی ہوتی. اپنے بھائی کے لئے بیٹی کو کیسے سولی پہ چڑھا دیا. نا جانے وہ کس حال میں ہو گی.

شائستہ نے بہت دفعہ انہیں رائمہ سے رابطہ کرنے کے لئے منانے کی کوشش کی مگر وہ یہ بات ہی نہیں سننا چاہتے تھے.

اُدھر رائمہ اور صارم نے وہاں سے نکلتے ہی فوراً کورٹ میرج کر لی. اور اسکے بعد صارم نے رائمہ کو واپس گھر جانے کا مشورہ دیا مگر رائمہ نے منع کر دیا اور کہا کہ اب تو میں ساری کشتیاں جلا آئی ہوں واپسی کی کوئی راہ نہیں اب زندگی موت بس اسی کے ساتھ ہے.

ابھی وہ رائمہ کو گھر لے جانے کی کنڈیشن میں نہیں تھا. اسکے گھر بھی اسکی خالہ زاد سے شادی کی باتیں چل رہی تھیں اور ماں کینسر کی مریضہ تھی. وہ انہیں اس وقت کوئی صدمہ نہیں دینا چاہتا تھا.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کتنا عقلمند تھا صارم اور کتنی بیو قوف تھی رائمہ

صارم گھر کا خیال نہ نکال سکا مگر رائمہ نے محبت کے لئے گھر بار سب کچھ چھوڑ دیا

صارم ماں کو صدمہ کوئی صدمہ نہیں پہنچانا چاہتا تھا مگر رائمہ تو تکالیف کے پہاڑ توڑ آئی تھی.

بہت فرق تھا دونوں کی محبت میں.. رائمہ اندھی ہو چکی تھی محبت میں مگر صارم سب کچھ دیکھ سکتا تھا.

کہتے ہیں عورت کا پورا جسم آنکھ کا کام کرتا ہے پورے جسم کو بصارت دی گئی ہے مگر محبت کے معاملے میں وہ اتنی اندھی کیسے ہو جاتی ہے وہ ہر طرح کی بصارت سے محروم کیوں ہو جاتی ہے.

ایسا نہیں تھا کہ صارم کو محبت نہیں تھی وہ بھی رائمہ کے سوا کچھ اور سوچ بھی نہیں سکتا تھا مگر اسکی محبت میں وہ والہانہ پن نہیں تھا جو رائمہ میں تھا.

دونوں اسلام آباد سے لاھور آ چکے تھے ایک ہفتہ وہ صارم کے دوست قاسم کے گھر رکے. قاسم نے اپنی ہی فرم میں اسے جاب بھی دے دی اور ایک اپارٹمنٹ بھی.

دونوں وہاں رہنے لگے۔

ہم جیسے نتائج چاہتے ہیں کبھی ویسا نہیں ہوتا۔ رائمہ نے بھی سوچا تھا کہ اب بالکل سکون ہوگا۔ صارم کے ساتھ ہر پل زندگی جئیے گی۔ مگر سکون ان سے روٹھ کے کہیں دور منڈیر پہ بیٹھا انکی زندگی کا تماشہ دیکھنے لگا۔

اس نے خود چنی تھی یہ زندگی۔ ماں باپ کو ناراض کر کے بھلا وہ خوش کیسے رہ سکتی تھی۔

صارم نے مائگریشن کروالیا اور سٹڈی کانٹینیو رکھی مگر رائمہ کو پڑھنے کی اجازت نہ ملی۔ مگر رائمہ نے ذد کرنے کی ضرورت محسوس نہ کی اسے بس صارم کا ساتھ چاہیے تھا اور وہ اسے مہیا تھا۔

صارم کے محبت بھرے الفاظ ہی رائمہ ہوا سیر بنانے کو کافی ہوتے تھے۔

صارم آفس چلا جاتا اور رائمہ گھر کے کام جو کہ پہلے کبھی نہیں کئے تھے مگر اب شوق سے کرتی تھی وہ صارم کا ہر کام کرتے ہوئے عجیب مسرت محسوس کرتی۔ مگر آہستہ آہستہ عجیب بے چینی نے گھر کرنا شروع کر دیا۔ کبھی روٹیاں بناتے، کبھی کپڑے پریس کرتے یا صفائی کرتے وہ کھو جایا کرتی تھی اسکے پاس کوئی ذریعہ نہیں تھا کہ جس سے گھر

کی خبر ملتی اسے گھر کی یاد ماں کی یاد باپ کی یاد ستایا کرتی تھی مگر وہ اس بات کا اظہار نہیں کرنا چاہتی تھی صارم کے سامنے کہ اس سے اسے تکلیف نہ پہنچے.

"رائمہ.." زوردار آواز میں صارم نے پکارا. اور ایسا پہلی دفعہ ہوا.

"ہا..ہاں" رائمہ نے ڈرتے ہوئے کہا.

"یہ کیا کیا ہے روٹی ساری جلادی"

"وہ پتہ ہی نہیں چلا"

"کیا مطلب پتہ نہیں چلا..یار کیوں ہوتا ایسا کبھی میری شرٹ جلادیتی ہو، کبھی روٹی کبھی کوئی کام الٹا ہو جاتا تم سے"

"اب نہیں ہوگا" رائمہ تو جیسے رونے لگی. رائمہ تو گھر کے خیالوں میں کھوئی تھی.

"میری جان... کیا خوش نہیں ہو یہاں؟ کیا بات ہے کوئی پریشانی ہے؟" صارم اٹھا اور رائمہ کے پاس پہنچ کے اسکے ہاتھ تھامتے ہوئے بولا.

"نہیں صارم کوئی پریشانی نہیں."

"اچھاا... تو میں کام کر لیا کروں. میری جان کو اتنی تکلیف اٹھانی پڑتی" رائمہ کی تھکن

اسکے چند جملے ہی اتار دیا کرتے تھے.

"نہیں نہیں مجھے اچھا لگتا آپکے لئے یہ سب کرنا مگر بس کبھی کبھی ہو جاتا کچھ خراب"

"کوئی بات نہیں...اچھا سوری میں تھوڑا غصے میں بولا"اس نے کان پکڑتے ہوئے معصوم انداز میں کہا تو رائمہ کو جی بھر کے پیار آیا.

"میری جان بستی ہے آپ میں...غصے سے بولو گے تو برا لگے گا نا"رائمہ نے منہ بسورتے ہوئے کہا.

"اچھا اب معافی دے دو نا پلیز ززز"

اور اس پہ رائمہ نے مسکرا دیا.

رائمہ کی دنیا فقط اس ایک اپارٹمنٹ تک محدود ہو گئی تھی. وقت گزرتا گیا اور زندگی تنگ ہوتی گئی مگر رائمہ کو کوئی گلہ نہ تھا وہ خوش تھی. وہ ثابت کرنا چاہتی تھی کہ فقط محبت ساتھ وہ پوری زندگی گزار سکتی ہے.

صارم آفس جاتے ہوئے باہر سے لاک کر جاتا. گھر میں نا کوئی ٹی وی تھا اور نہ ہی رائمہ کے پاس کوئی موبائل کہ جو صارم کے بعد اسکی بوریت کو دور کر سکے. پتہ نہیں ایسا

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیوں کرتا تھا صارم اسے رائمہ پہ یقین نہیں تھا یا کیا بات تھی رائمہ کی سمجھ سے بالاتر تھی اور رائمہ یہ بات سوچنا بھی گناہ سمجھتی تھی کہ صارم کو اس پہ یقین نہیں. ایک دو دفعہ وہ رائمہ کو چھوڑ کر اپنے گھر بھی گیا تھا. اب تیسری دفعہ پھر وہ جارہا تھا رائمہ نے زد کی تھی کہ اسے ساتھ لے کر جائے اب وہ گھر بتادے مگر صارم نے اس دفعہ بھی بات ٹال دی. پہلے تو بس دو دن کے لئے ہی جاتا تھا مگر اس دفعہ پورے پندرہ دن گزر گئے تھے ابھی تک وہ واپس نہیں آیا تھا. رائمہ کے پاس اسکی خبر معلوم کرنے کا بھی کوئی ذریعہ نہ تھا. وہ دیواروں سے باتیں کرتے کرتے بھی تھک چکی تھی.

NEW ERA MAGAZINE
.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سولھویں دن وہ واپس آیا تھا.

حیرت کی بات تھی رائمہ ناراض نہیں تھی. بلکہ اسے عجیب اندیشوں نے آن گھیرا تھا.

صارم نے معافی بھی مانگی اور ماں کی حالت کا بھی بتایا. مگر رائمہ کو نا جانے کیوں اس سے بیوفائی کی بو آنے لگی. اسے ایسا لگا کہ جیسے قدرت نے اس کے ساتھ کوئی کھیل کھیل دیا جیسے اسکا صارم فقط اسکا نہیں رہا. دل نہیں مانتا تھا کہ یقین انتہا کا تھا مگر قرار نہیں آرہا تھا کہ محبت میں تو الہام ہوا کرتے ہیں.

ہاں سچ تھا صارم دوسری شادی کر چکا تھا جب ماں کی عصمت کی قسم دی جائے، جب

بہن کے گھر اجڑنے کا اندیشہ آگھیرے تو کیسے کوئی انکار کرے کہ اس کے اس اقرار سے دو زندگیاں جڑی تھیں. وہ عقلمندی میں سبقت لے گیا تھا اس نے اس کو نہیں دیکھا کہ جس کی کل کائنات ہی وہ تھا.

وہی روز کی روٹین آفس جانا گھر آنا اور ڈھیر ساری باتیں کرنا.

شروع میں آفس میں صارم کا دوست شاہ میر اکثر باتوں باتوں میں کہتا تھا کہ جو لڑکیاں ماں باپ کی محبت کی لاج نہیں رکھتی وہ محبوب سے بھی بے وفائی کر جاتی ہیں مگر اب ایک سال ہونے والا تھا اور اس ایک چھوٹے سے اپارٹمنٹ میں کم آسائشوں کے ساتھ جب اسے خوشی خوشی گزارا کرتے دیکھا تو اسکی محبت کی داد دیئے بنا نہ رہ سکا.

سچ کہتے ہیں عورت جب سچی محبت کرتی ہے تو مرد کے ساتھ ایک چھوٹی سی جھونپڑی میں بھی رہ لیتی ہے اور شکوہ تک نہیں کرتی.

صارم نے رائمہ کو اپنی دوسری شادی کے بارے میں بتانے کے لئے مشورہ لیا تو اس نے فوراً منع کر دیا.

"بھابھی کو بہت تکلیف ہو گی"

"لیکن یار ایسے میں اس سے نظریں نہیں ملا پاتا مجھے ہر پل احساس ہوتا ہے کہ میں اسکا مجرم ہوں"

"ہمم مجرم تو تم ہو ہی...دونوں بیویوں کے. دونوں سے چھپایا ہوا تم نے".

"تو اب تم ہی کہو کہ کیا کروں میں؟"

"تم ابھی نہ بتانا بھابھی کو. تمہیں احساس بھی ہے کہ وہ کتنی اذیت کاٹ چکی. اپنا گھر بار چھوڑ کر تمہارے ساتھ اس حال میں زندگی گزار رہی. اور ظلم. کی انتہا تو یہ ہے کہ وہ بیچاری پچھلے ایک سال سے یہ تک نہیں جانتی کہ باہر کا موسم کیسا ہے مجھے تو لگتا ہے کہ وہ بھول چکی ہوگی کہ آسمان کا رنگ کیسا ہوتا ہے یا تارے کیسے دکھتے ہیں".

صارم بس سر جھکا کے رہ گیا اس کے پاس اس بات کا کوئی جواب نہیں تھا.

"تم پہلے اپنے گھر بتاؤ امی کو بتاؤ ان سب کو مناؤ کہ وہ لوگ رائمہ کو قبول کر لیں اور پھر کسی طریقے سے رائمہ کو بتانا. کہ اسے تکلیف نہ پہنچے. وہ تمہارے لئے بہت تکالیف برداشت کر چکی ہے".

"ٹھیک ہے" صارم نے گھتی سوچ میں سر ہلاتے ہوئے کہا.

آفس سے آج وہ بہت تھک کے آیا تھا. رائمہ بھی سارا دن اپنی ہی سوچوں سے لڑتے لڑتے تھک چکی تھی.

"رائمہ کیا بات ہے؟" صارم نے اسکی گود میں سر رکھتے ہوئے کہا.

"کچھ نہیں.. بس کبھی تنہا مت چھوڑنا" اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا.

"کبھی نہیں...میں یہ سوچ بھی نہیں سکتا."

"جانتے ہیں میری تو زندگی ہی فقط آپ ہیں. آپ کے سوا کچھ دیکھا ہی نہیں. سب کچھ چھوڑ کے آپ کے پاس آگئی. پچھلے سات ماہ سے یہ اپارٹمنٹ ہی میرے لئے پوری دنیا ہے".

"کیوں ایسا سوچ رہی ہو... مجھ پہ یقین ہے نا تو مت سوچو یہ سب ایسا کچھ بھی نہیں ہوگا میں فقط تمہارا ہوں بس تمہارا". صارم نے اسکا ہاتھ پکڑ کے اسکی جانب دیکھتے ہوئے کہا.

"یقین ہی تو ہے کہ آپ کے ساتھ یہاں ہوں. آپ کے بغیر زندگی زندگی نہیں ہے صارم. میں یہاں گھنٹوں بھی آپکا انتظار کرتی رہوں تو تھکتی نہیں. آپ کے بغیر ایک

پل بھی نہیں رہ سکتی.اگر کبھی اللہ نہ کرے ایسا ہوا کہ آپ میرے نہ رہے تو میں تو مر جاؤں گی"سوچ کے ہی رائمہ کی آواز بھرائی.

"اللہ نہ کرے"صارم نے بھی تڑپ کر کہا.

"میں آپ کے ساتھ ہی جینا چاہتی ہوں اور آپکے ساتھ ہی مرنا چاہتی ہوں.میں دعا کرتی ہوں کہ جب موت آئے تو آپ میری نظروں کے سامنے ہوں.میں آپکے ہاتھوں میں دم توڑوں."

"اللہ میری عمر بھی تمہیں دے دے ایسی باتیں مت کیا کرو تکلیف ہوتی ہے".

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

****

****

آفاق کی شادی تھی اسکی من پسند لڑکی سے.شائستہ اور خلیل صاحب کو مدعو کیا گیا تھا اور ایک ہفتہ پہلے ہی آجانے کے لئے کہا گیا تھا.

مگر ان دونوں میں ہمت نہیں تھی.مہندی کا فنکشن اٹینڈ کر کے واپس آ گئے اور صبح بارات کے لئے نکلنا تھا.

واپسی پہ دونوں جیسے صدیوں کے تھکے لگ رہے تھے. بیٹی کے دکھ نے چالیس سال کی عمر میں ہی ساٹھ ستر سالہ بوڑھا کر دیا تھا.ایک یہ غم کہ بیٹی ناجانے کن حالوں میں ہو گی تو دوسرا یہ دکھ کہ آفاق کے نام ان کی بیٹی نے ہونا تھا مگر اب اس کو کسی اور کا ہوتے دیکھنا تھا.

اب تو خلیل صاحب بیمار رہنے لگے تھے اور اپنے اندر چھڑی جنگ سے تھک گئے تھے اب انکا دل چاہتا تھا کہ ایک لمحے سے پہلے ہی بیٹی نظروں کے سامنے ہو. باپ تھے. باپ تھے ناراضگی بنتی تھی مگر یوں قطع تعلق کر دینا ایک دفعہ بھی بیٹی کی خبر گیری نہ کرنا کہ کن حالوں میں ہے کہاں کا انصاف تھا.

انہوں نے آفاق سے کہہ دیا تھا کہ جلد ہی اب انکی بیٹی کو ڈھونڈ لائے.

آفاق کی شادی کے بعد سے تو وہ بالکل ہی نڈھال ہو گئے تھے. ہر دوسرے دن ہاسپٹل ایڈمٹ رہتے. شائستہ بیگم بھی دن بہ دن بوڑھی ہوتی جارہی تھیں.

اولاد کا دکھ تو بینائی چھین لیتا ہے وقت سے پہلے بوڑھا کر دیتا ہے.

انہیں بھی چشمِ یعقوب کی طرح امید تھی کہ بیٹی واپس مل جائے گی ان آنکھوں کو

ٹھنڈک ضرور پہنچے گی.

آفاق نے بھی شادی کے بعد رائمہ کو بھی تلاش کرنے کی ٹھان لی کہ اب اگر وہ مل جاتی تو اسے یہ خطرہ بالکل بھی نہیں تھا کہ باپ اپنے بھائی کی محبت میں دوبارہ اسکے ساتھ نکاح کرنے کا کہہ دیں گے.

صارم اب بھی گھر جاتا رہتا تھا اور رائمہ وہاں تنہا اسکے ہجر میں پل پل گھڑی کی ٹک ٹک سنتی رہتی. رائمہ کو اب ماں باپ بہت شدت سے یاد آتے تھے. اسکا بس نہیں چلتا تھا کہ کب وہ اپنے گھر جا کے مل آئے نا جانے کیا قیامت گزری ہو گی ان پر.

اب تو رائمہ نے اس خواہش کا اظہار صارم سے بھی کر دیا.

"اب اس کے لئے تو کوئی موقع ڈھونڈنا پڑے گا".

"میرا دل بہت بے چین ہوتا ہے پتہ نہیں گھر میں سب خیریت ہے یا نہیں"

"بس تم دعا کرو سب بہتر ہو گا میں بہت جلد تمہیں اپنے گھر والوں سے بھی ملواؤں گا" صارم نے امید دلائی.

"سچ..."رائمہ کی حیرت کی انتہا نہ رہی.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ہاں یقین رکھو اس کے لئے بس تھوڑا سا انتظار اور"

"جہاں اتنا انتظار کر لیا وہاں تھوڑا اور سہی"

صارم نے شاہ میر کے مشورے پہ فیصلہ کیا تھا کہ جب تک گھر نہیں لے جاتا تب تک رائمہ کو آفس میں جاب کرنے کیا کہا تھا کہ وہ بھی گھر سے باہر کی دنیا دیکھ لے. ایک ہفتے بعد رائمہ نے بھی جاب سٹارٹ کرنی تھی. اب رائمہ بھی پر امید ہوئی اور خوش ہوئی کہ اب وہ بھی دیکھ سکے گی کہ دنیا میں اس وقت کیا ہو رہا ہے. وہ بھی دیکھ پائے گی کہ کیا انسان اب بھی ویسے ہی دکھتے ہیں جیسے ایک سال پہلے دکھتے تھے کیا آسمان اب بھی نیلا ہے یا رائمہ کی غیر موجودگی میں اسکا رنگ بدل گیا. کیا اب بھی پرندوں کی چال وہی ہو گی جو آخری دفعہ دیکھنے پہ تھی.

****

"یہ لو منہ میٹھا کرو" صارم نے شاہ میر کے آگے مٹھائی کا ڈبہ کرتے ہوئے کہا.

"ارے واہ کس خوشی میں..؟؟؟"

""""تم چاچو بننے والے ہو"

"اوئے ے ے یہ تو واقعی بڑی خوشی کی بات ہے" شاہ میر نے گلاب جامن اٹھاتے ہوئے خوشی کا اظہار کیا. صارم کا چہرہ کھل اٹھا.

"ہاں میں تو بہت خوش ہوں مگر ایک پریشانی بھی ہے"

"ابھی پریشانی کو چھوڑو پہلے یہ بتاؤ رائمہ بھابھی خوش ہیں نا."

"یہی تو پریشانی ہے"

"کیا مطلب"

"مطلب یہ کہ یہ خوشخبری رائمہ نے نہیں تمہاری دوسری بھابھی نے دی ہے"

"او اچھا"

"تو چودہ ماہ ہو چکے تمہاری اور رائمہ کی شادی کو. چیک اپ کرواؤ کوئی ٹریٹمنٹ کرواؤ"

"ہاں آج ہی لے کر جاتا ہوں"

اسے بھی فکر نے آ گھیرا تھا اب اگر انکو اللہ اولاد کی نعمت سے نواز دیتا تو رائمہ کی بوریت دور ہو جاتی. آج وہ آفس سے جلدی گھر لوٹ آیا.

اور آتے ہی رائمہ سے تیار ہو جانے کو کہا.

"تیار ہو کے کہاں جانا ہے"

"ڈاکٹر کے پاس"

"کیوں لیکن ہم میں سے تو کوئی بیمار نہیں پھر کس کا چیک اپ کروانا ہے" اسے بغور دیکھتے ہوئے رائمہ بولی.

"اپنی جان کا" صارم نے اس کے قریب آتے چھوئے کہا.

"کس لئے.. مجھے کیا ہوا؟" استفہامیہ انداز میں پوچھا.

"میں نے ڈاکٹر سے کہنا ہے کہ یہ لڑکی میرے عشق میں پاگل ہو چکی ہے" اسے دونوں بازوؤں سے پکڑتے ہوئے کہا.

"پاگل کیا صرف میں ہوں.... آپ نہیں"

"میں بھی ہوں نا"

دونوں مسکرا دیئے

"کسی گائنا کالوجسٹ کے پاس جانا ہے مجھے لگتا ہے اس وقت تک ہمارے پاس ایک ننھا منا چاند سا ہمارے جگر کا ٹکڑا آ جانا چاہیے تھا." اسکے چہرے پہ آئے کچھ بال پیچھے ہٹاتے ہوئے صارم نے کہا تو رائمہ جھینپ گئی.

********* *************

آج چودہ ماہ بعد اس نے گھر سے باہر قدم رکھا تھا اپنے مجازی خدا کے ساتھ. ہر چیز نئی نئی سی لگ رہی تھی. وہ بہت خوش تھی بہت زیادہ. ہوائیں چل رہی تھیں تو اسے محسوس ہوا کہ وہ اسی کا استقبال کر رہی ہیں. اس کے چہرے سے خوشی واضح دیکھی جا سکتی تھی. اسے تو جیسے باہر کی دنیا میں چلنا بھی بھول چکا تھا بہت بار چلتے چلتے گرنے لگی تھی. اسی لئے صارم نے زور سے اسکا ہاتھ پکڑ لیا تھا.

وہ آج خود کو آسمانوں پہ محسوس کر رہی تھی.

ڈاکٹر کو چیک کروانے کے بعد انہوں نے ڈنر باہر ہی کیا اور دیر تک روڈ پہ چلتے رہے.

رائمہ نے اپنے خوبصورت لہجے میں ایک غزل سنائی.

کبھی یوں بھی ہو

تیرے ساتھ میں

ہرے پانیوں میں سفر کروں

ہو ہوا بھی اور مزاج کی

چلے باد بان سے روٹھ کر

کہیں دور لے چلیں کشتیاں

کہیں دور کھیل ہی کھیل میں

ہوا ساحلوں کے قریب میں

کہیں سانس لے تو قیام ہو

ہوا سانس لے تو قیام ہو

کسی آبشار کی اوٹ میں

جہاں چاند بھی لگے موم سا

جہاں آہٹیں بھی کوئی نہ ہوں

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کہ پلوں میں صدیاں گزار دیں

نہ شمار صدیوں میں سال کا

نہ ہوں سال ماہ سے آشنا

ہمیں واپسی کا خیال ہو

ہمیں واپسی کا جو خیال ہو

تو ہو کاش یوں تو ہو کاش یوں

سبھی بادباں ہوں پھٹے ہوئے

کسی راستے کا نشاں نہ ہو

کبھی یوں بھی ہو

کبھی یوں بھی ہو

رائمہ کا دل چاہ رہا تھا کہ کاش یہ لمحے یہیں تھم جائیں.

کاش اسکی وہ خواہش پوری ہو ہی جاتی کاش وقت وہیں تھم جاتا کاش مگر کاش کہہ دینے

سے کیا ہوتا ہے.

****

دو دن بعد رپورٹس آئی تو پتہ چلا کہ رائمہ تو کبھی ماں بن ہی نہیں سکتی. یہ خبر دونوں کے لئے ہی تکلیف دہ تھی رائمہ پہ تو گویا پہاڑ گرا دیا گیا تھا. ابھی دو دن پہلے ہی تو وہ کتنی خوش تھی محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے زندگی دوبارہ سے حسین ہونے لگی ہے. مگر وہ نہیں جانتی تھی کہ ماں باپ کی نافرمانی کرنے والے کو سزا بھی تو ملتی ہے اسے ایک عظیم مرتبے سے محروم رکھا گیا تھا اس نے اپنی ماں کا دل توڑا تھا نا تو قدرت نے اسے بھی ماں کے روپ میں دیکھنا پسند نہ کیا. کتنا مقدس رشتہ ہوتا ہے ماں کا مگر مقدس چیزیں اسکے لئے کہاں بنی تھیں. اس زندگی کا انتخاب تو اس نے خود کیا تھا. اب غم کیسا.

صارم نے اسے بہت سمجھایا. مگر رائمہ نے رو رو کر برا حال کر لیا تھا. اسے صبر نہیں آ رہا تھا اسے اب وہ تکلیف محسوس ہو رہی تھی اسے محسوس ہو رہا تھا کہ جب ماں کو تکلیف دی تھی تو ان پہ کیا قیامت گزری ہو گی. اس وقت اسے شدت سے ماں کی کمی محسوس ہو رہی تھی.

وہ مغرب کی نماز کے بعد بہت دیر تک روتی رہی.

"یااللہ میں کیا کروں. میرے ساتھ ایسا کیوں ہوا...مجھے صبر نہیں آرہا. مجھے یہ زندگی موت سے بھی بدتر لگ رہی ہے." وہ سسک رہی تھی بلک رہی تھی. اور صارم اسے سنبھالنے کی کوشش کر رہا تھا.

اس کا دل شدت سے چاہ رہا تھا کہ کسی طرح وہ اس لمحے اپنی ماں کے آنچل. میں چھپ جائے وہ انکے گود میں سر رکھ کے رو دے انکے پاس لیٹ کر انکے گلے لگ کر اپنے سارے دکھ بھلا دے. اسکا دل چاہ رہا تھا کہ اس وقت ابا جی اسکے سر پہ ہاتھ رکھ کر اسے حوصلہ دیں. اسے ہمت دیں اور وہ انکا ہاتھ تھام کے بچوں کی طرح رو دے. مگر ایسا کچھ بھی ممکن نہیں تھا کچھ بھی نہیں.

****

آفاق نے رائمہ کو ڈھونڈنے کا مشن شروع کر دیا تھا. یونی سے صارم کی ڈیٹیلز پتہ کی تھیں. اور اسکے دوستوں سے اسکے گھر کا پتہ کیا. اسکے ہمسایوں سے پوچھنے پہ پتہ چلا کہ صارم کی بیوی کا نام رائمہ نہیں بلکہ لائبہ ہے. آفاق حیران ہوا. اس نے وہاں کے بہت سے لوگوں سے دریافت کیا تو یہی کہا گیا. اور ایک بوڑھی عورت نے تو یہ بھی بتا دیا کہ اب جلد ہی صارم باپ بننے والا ہے.

آفاق یقین نہیں کر سکتا تھا کہ اگر رائمہ صارم کے گھر نہیں تھی تو پھر اور کہاں تھی.

گھر آ کر انکل کو بتایا تو انکی تو جیسے جان ہی نکل گئی. بھلا رائمہ اور کہاں ہو سکتی ہے. صارم نے رائمہ کو کہاں کیا.

شائستہ بیگم اور خلیل صاحب دونوں ہی انتہائی دکھ میں تھے کہ آخر انکے جگر کا ٹکڑا کہاں تھا کن حالات میں تھا. کیوں انہوں نے اسکی خبر گیری نہ کی. کیوں اسکے گناہ کی سزا خدا ان کے دینے لگے.

شاید وہ لوگ رائمہ کو اس وقت ہی ڈھونڈ لیتے مگر اسکے کمرے سے ملنے والے خط میں تو صاف الفاظ میں لکھا تھا کہ وہ صارم کے ساتھ جا رہی ہے اور اسے واپس لانے کی کوشش نہ کی جائے نہیں تو اسکی لاش ہی ملے گی انہیں.

مگر پھر بھی انکا فرض تو تھا نا کہ بیٹی کو بچا لیتے. اب وہ کہاں تھی کوئی نہیں جانتا تھا.

اس خبر کو سنتے ہی خلیل صاحب بالکل بے حال اور نڈھال ہو گئے اور اپنی آخری سانسیں گننے لگے.

مگر آفاق نے بھی سوچ لیا تھا کہ اسے واپس ضرور لائے گا چاہے دنیا کے کسی بھی کونے

سے ڈھونڈنا پڑا.

اس نے اسکے دوستوں سے دوبارہ رابطہ کیا.

****

وقت کے ساتھ انسان سنبھلنے تو لگتا ہے مگر پہلے جیسا نہیں رہتا. اب وہ بہت کم گو ہو گئی تھی. کہیں بھی ٹھیک سے دھیان نہیں دے پاتی تھی.

اب اسے بھی صارم آفس لے جانے لگا. خود وہ اوور ٹائم بھی لگاتا تھا کیونکہ گھر میں ماں کا علاج بھی چل رہا تھا اور دوسری بیوی کو بھی خرچہ چاہیے تھا. رائمہ ایک بجے واپس آجایا کرتی اور صارم 3 بجے.

جاب کرنے کا سن کر جو رائمہ کو خوشی تھی وہ سب ختم ہو چکی تھی. کچھ بھی بھلا محسوس نہیں ہوتا تھا.

ادھر آفاق کو صارم کے لاھور کے ٹھکانے کا پتہ چل چکا تھا. اور اس نے دوسرے ہی دن لاھور کا رخ کیا. وہ اسلام آباد کی ہواؤں کے ساتھ رائمہ کے لئے دکھ بھری آہیں بھی لے کر آرہا تھا. ابھی اسے ان کے اپارٹمنٹ کا تو علم نہیں تھا مگر آفس کا پتہ چل چکا

تھا.

رائمہ معمول کے مطابق ایک بجے آفس سے نکلی تو سامنے گاڑی اور گاڑی میں بیٹھے نفوس کو دیکھ کر ساکت ہو گئی. اتنے عرصہ بعد آج اسے کوئی ماں باپ کی نشانی نظر آئی تھی. اس کا دل چاہا کہ وہ دوڑ کر اس کے پاس جائے اور اپنے گھر کی خیریت دریافت کرے مگر اسے شاید زنجیروں نے جکڑا ہوا تھا وہ ایسا نہیں کر سکتی تھی.

دوسری طرف آفاق نے جب اس پہ نگاہ ڈالی تو یہ دیکھ کر منجمد ہو گیا اور اسے اپنی آنکھوں پہ یقین ہی نہیں آیا کہ کیا یہ وہی رائمہ ہے جس نے اسے ٹھکرایا تھا اور جس کے جیسی خوبصورت لڑکی پورے خاندان میں نہیں پائی جاتی تھی. اسکی رنگت ماند پڑ چکی تھی. اسکی آنکھیں ویران ہو چکی تھی. یہ تو اس رائمہ کا مقابلہ بھی نہیں کر سکتی تھی. مگر اسے یقین کرنا تھا کہ ایک حرام محبت عورت سے اسکی دلکشی چھین لیتی ہے.

رائمہ کچھ پل کے لئے ساکت رہی مگر پھر فوراً خود کو سنبھالتے ہوئے آگے بڑھنے لگی تو آفاق نے بھی گاڑی سے اتر کر اسکی جانب قدم بڑھا دیئے.

"رائمہ..... میری بات سنو" رائمہ ناچاہتے ہوئے بھی چلتی رہی.

"دیکھو رائمہ مجھے یہاں انکل آنٹی نے بھیجا ہے تمہارے پاس "رائمہ کے دل کو اذیت پہنچی .اور وہ رک گئی.

"کیسے ہیں امی ابو...ٹھیک ہیں ناوہ؟"جذبات سے بھرے لہجے میں سوال کیا.

"کچھ کہا نہیں جاسکتا کہ کیسے ہیں وہ. تمہاری یاد میں پل پل مر رہے ہیں"اس بات نے رائمہ کا دل چیر دیا تھا.آفس کے قریب ہی اپارٹمنٹ تھا.

دونوں ساتھ چلنے لگے.اور پیچھے صارم انہیں دیکھ رہا تھا صارم نہیں جانتا تھا آفاق کو.

****

صارم نے گھر آکر کوئی بات نہیں کی نہ اس شخص کے بارے پوچھا اور نہ ہی کوئی محبت بھری بات.رائمہ بھی اپنی سوچوں میں گم رہی اور نوٹ ہی نہیں کیا.صارم سوچتا رہا کہ وہ خود اس کے بارے میں بتائے کہ وہ کون تھا اور کیوں اسکے ساتھ چل رہا تھا اور رائمہ سوچ رہی تھی کہ کیسے بتائے کہ آج آفاق ملا.

یوں ہی دونوں سو گئے.اس سے اگلے دن آفس گئے آج پھر واپسی پہ آفاق آیا تھا اور اسے گھر کے حالات بتا رہا تھا کہ کیسے خلیل صاحب کی حالت خراب ہوئی اور کیسے

انہوں نے خاندان والوں کی باتوں کا سامنا کیا اور آج پھر صارم دیکھ رہا تھا. اسے لگا کہ واقعی جو عورت ماں باپ کے ساتھ وفا نہیں کر سکتی وہ کسی کے ساتھ بھی وفا نہیں کر سکتی. اسے نفرت ہونے لگی رائمہ سے.

یقین تو ایسا ہونا چاہیے کہ اپنی آنکھوں سے غلط کرتا دیکھ لیں تو کہیں کہ ہماری آنکھ نے ہی دھوکا کھایا ہو گا مگر صارم کا یقین تو اتنا کمزور نکلا کہ پوچھنا بھی گوارا نہ کیا.

دوسرے دن پھر وہی ہوا رائمہ آفس سے نکلی تو آفاق کو سامنے پایا. چونکہ اپارٹمنٹ پانچ منٹ کے فاصلے پہ تھا تو رائمہ چل کے ہی جایا کرتی تھی. آفاق آج پھر اسکے ساتھ ہی چل پڑا. اور صارم نے پھر یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا.

"جب سے میری شادی ہوئی ہے چاچو کی طبیعت اور زیادہ خراب ہو گئی ہے."

"میں ان سے بات کرنا چاہتی ہوں"

"انہوں نے ہی مجھے ادھر بھیجا ہے تمہیں لینے کے لئے"

"نہیں میں صارم کے ساتھ خود آ جاؤں گی تم چلے جاؤ واپس."

"ٹھیک ہے چلا جاؤں گا... لیکن دیر نہ کر دینا ایسا نہ ہو بعد میں پچھتانا پڑے."

"اللہ نہ کرے"

"تمہارے لئے کچھ چیزیں بھی بجھوائی تھیں چچی نے وہ بھی تمہیں دینی تھیں."

"نہیں مجھے کچھ نہیں چاہیے بس ان سے ملنا چاہتی ہوں"

"لیکن وہ بھی امانت ہے دینی تو ہے نا"

"اچھا تم ایسا کرنا آج تین بجے کے بعد آجانا اس وقت تک صارم بھی آچکا ہوگا"

"ہاں ٹھیک ہے میں آجاؤں گا"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

****

****

"ابھی تو تین نہیں ہوئے اور صارم بھی نہیں آئے" تین سے پندرہ منٹ پہلے ہی آفاق آچکا تھا.

"اب اندر تو آنے دو" آفاق نے کچھ شاپنگ بیگز پکڑے ہوئے تھے.

"اچھا آجاؤ" رائمہ نے کچھ دیر سوچا اور ڈرتے ہوئے اسے اجازت دے ہی دی.

وہ آچکا تھا رائمہ نے اسے ادھر ہال میں ہی بٹھایا اور خود کچن میں چائے بنانے لگی.

تھوڑی ہی دیر میں آفاق بھی اسکے پیچھے آ گیا.

"تمہیں پتہ تمہیں خلیل چاچو اور شائستہ چچی کتنا یاد کرتے ہیں" وہ اسکی ندامت میں اور اضافہ کر رہا تھا.

وہ خاموش رہی.

"اور تم یہاں اس حال میں ہو وہ اگر دیکھ لیں تو ان کے دکھ کا اندازہ تم لگا سکتی ہو؟"

اسے حیرانگی ہوئی کہ اسے کب سے کسی کے دکھ تکلیف کا اندازہ ہونے لگا.

"میں بہت اچھے حال میں ہوں یہاں الحمدللہ" اس نے سختی سے جواب دیا.

"ہاں پتہ چل رہا ہے اور کس شخص کے لئے تم یہاں بیٹھی ہو جسے تمہاری کوئی پرواہ ہی نہیں.. تمہیں علم ہے کہ اس کی ایک اور شادی بھی ہوئی ہے اور وہ باپ بھی بننے والا ہے. تو تمہیں وہ کس لئے بیو قوف بنا رہا ہے کیوں آج تک تمہیں اپنے گھر نہیں لے کر گیا". بات تلخ تھی مگر رائمہ لا علم تھی. وہ یقین بھی نہیں کر سکتی تھی کہ صارم اسے دھوکہ دے سکتا ہے.

"جھوٹ مت بولو اور میرے صارم پہ الزام مت لگاؤ.. نہیں جانا چاہتی میں واپس چلے جاؤ یہاں سے میں کچھ بھی برداشت کر سکتی ہوں مگر ایسے الزامات نہیں" وہ کانپتی ہوئی آواز میں کہہ رہی تھی.

صارم بھی گھر میں داخل ہو چکا تھا اور سامنے شاپنگ بیگز دیکھ کر اسے حیرت بھی ہوئی تھی. اس نے سوچ لیا تھا کہ آج تو قصہ تمام کرے گا. اسے رائمہ سے ایسی بیوفائی کی امید نہیں تھی خود چاہے بیوفا تھا.

"رائمہ" گرج دار آواز میں صارم نے پکارا. تو رائمہ ڈر کے مارے کانپنے لگی اور اس کے ہاتھ سے کپ جس میں وہ چائے ڈال رہی تھی نیچے گر گیا اور اس سے پاؤں بھی جل گیا اور کپ کے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اسکا پاؤں بھی زخمی ہو گیا.

کپ ٹوٹنے کی آواز سن کے وہ کچن کی جانب بڑھا اور سامنے کا منظر دیکھ کر گویا زمین اسکے پاؤں تلے نہ رہی.

سامنے رائمہ بیٹھی تھی اور آفاق بھی جھکا اسکے پاؤں کو دیکھ رہا تھا.

"کیا چل رہا ہے یہ سب" صارم نے زوردار آواز میں پوچھا.

"دونوں نے اسکی جانب دیکھا. رائمہ فوراً اٹھی اور اپنی تکلیف بھول کر لڑکھڑاتے قدموں سے صارم کی جانب لپکی.

"صارم.. صارم...... یہ دیکھیں یہ کیا کہہ رہا ہے" وہ بوکھلا چکی تھی نہ اسکے آنے کا مقصد بتا سکی اور نہ یہ بتا سکی کہ وہ کون ہے.

"بند کرو یہ ڈرامے بازی" صارم نے اسے پیچھے دھکا دیتے ہوئے کہا وہ جو پہلے ہی اپنے قدموں پہ کھڑے ہونے کے قابل نہ تھی لڑکھڑاتی ہوئی پیچھے جا گری اور دیوار سے سر ٹکراتے ہی اسکا سر پھٹ گیا اور خون بہنے لگا.

صارم اب آفاق کی جانب بڑھا اور آفاق پھرتی سے کچن سے باہر نکل گیا. صارم بھی غصے میں اسکے پیچھے نکلا.

"صارم میری بات سنیں ایسا کچھ نہیں جیسا آپ سمجھ رہے ہیں یقین کریں"

"ابھی بھی تم مجھے ہی کہہ رہی ہو کہ ایسا کچھ نہیں جب کہ میں اپنی آنکھوں سے سب دیکھ چکا ہوں. قصور تو میرا ہی ہے صرف میرا جو تم پہ ترس کھا کر تمہیں گھر سے باہر نکالا اور تم نے اپنا گھٹیا پن دکھا ہی دیا" اب وہ شاپنگ بیگز کے پاس پہنچا اور اٹھا کے اس

کے قدموں میں پھینکے جس میں سے پھول نکل کے اسکے قدموں میں زیر ہو گئے۔

"تم اسے قصور وار مت ٹھہراؤ اپنا گھٹیا اور کمینہ پن دیکھا ہے تم نے؟"

"تم سے بات نہیں کر رہا دفعہ ہو جاؤ نکل جاؤ میرے گھر سے" وہ چیخ رہا تھا۔ مگر آفاق اسکے سامنے آ کھڑا ہوا۔

"تم نے بھی تو رائمہ کو پاگل بنایا ہوا ہے۔ تم نے اسے بتایا ہے کیا اپنی دوسری شادی کا۔ تم نے آج تک اسے اپنی عزت سمجھ کے گھر والوں سے کیوں نہیں ملوایا؟ کیا تم باپ نہیں بننے والے؟"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"بتاؤ.....بتاؤ اب خاموش کیوں ہو؟" وہ اسکا گریبان پکڑ کے جھنجھوڑ رہا تھا۔

"ہاں ہوئی ہے میری دوسری شادی...بننے والا ہوں میں باپ...اور اس لمحے میں لاکھ شکر ادا کرتا ہوں کہ میں اس گھٹیا عورت کا تعارف اپنے خاندان میں نہیں کروایا۔" رائمہ کو اپنی سماعت پہ یقین نہیں آ رہا تھا۔ وہ وہیں دیوار کے ساتھ بیٹھ گئی وہ بے یقینی سے اسے دیکھ رہی تھی۔ منتظر تھی کہ وہ اس بات کو غلط کہہ دے۔ کہہ دے کہ وہ سب جھوٹ ہے۔

مگر وہ یہ سب کہتے ہی باہر نکل گیا.

اور آفاق نے اسے دیکھا. جو کہ ابھی بھی بے یقینی کی کیفیت میں تھی.

"نہیں..... نہیں.... دیکھو وہ جھوٹ بول رہا ہو گا. اسے غصہ تھا نہ مجھ پہ اسی لئے اس نے غصے میں یہ سب کہا ورنہ اس بات کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں..." وہ رو بھی رہی تھی اور خود ہی اپنے آنسو صاف کرتی کہہ رہی تھی.

"تم نہیں جانتے وہ مجھ سے کتنا پیار کرتا ہے وہ تو میرے علاوہ کسی کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا میں جانتی ہوں مجھے یقین ہے یہ سب اس نے غصے میں کہا ہے". وہ ناجانے اسے یقین دلانے کی کوشش کر رہی تھی یا خود کو تسلی دے رہی تھی.

سر سے بھی خون بہہ رہا تھا اور پاؤں سے بھی مگر اس وقت اسے ان دونوں میں سے کسی کی تکلیف کا احساس نہیں تھا کہ جو تکلیف صارم اسے دے گیا تھا یہ تو اس کے برابر کچھ بھی نہیں تھی. وہ یونہی دروازے کے پاس بیٹھی چیخنے لگی.

****

آفاق اسے گھر سے باہر لے آیا تھا اور لوگوں نے دیکھا تھا کہ جس لڑکی نے کبھی دہلیز

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سے باہر قدم نہیں رکھا تھا آج وہ کسی غیر مرد کے ساتھ اسکی بانہوں کا سہارا لے کر جا رہی تھی. لوگ تو بس وہی دیکھتے ہیں جو نظر آرہا ہوتا ہے یا وہ جو وہ دیکھنا چاہتے ہیں حقیقت کیا ہے کوئی نہیں جاننے کی کوشش کرتا.

رائمہ نے آفاق سے کہا تھا پہلے شاہ میر کے پاس آفس چلیں کیونکہ شاہ میر تو صارم کا بیسٹ فرینڈ تھا. اور آفس میں شاہ میر نے صارم کی بات پہ تصدیق کی مہر لگادی تھی. وہ جو اس گمان میں تھی کہ وہ وقتی غصے میں اتنی بڑی بات کہہ گیا اب پھر بے یقینی کی سی کیفیت میں آفس سے نکلی. شاہ میر نے بہت کوشش کی کہ پوچھ سکے اسکی اس حالت کی وجہ مگر رائمہ نے کوئی موقع ہی نہیں دیا اور باہر نکل آئی. وہ لہو میں لت پت گاڑی میں آ بیٹھی. آفاق نے اسکا بینڈیج کروایا اور اسی وقت اسے لے کر اسلام آباد کے لئے نکل پڑا.

آفاق نے سوچ رکھا تھا کہ وہ رائمہ سے بدلہ ضرور لے گا مگر اسے کیا پتہ تھا کہ اس سے سخت بدلہ تو تقدیر رائمہ سے لے لے گی. اس کے گناہ کی سزا شروع ہو چکی تھی. وہ تو پہلے بھی کسی سزا کی طرح زندگی کسی قید خانے میں گزار رہی تھی مگر وہ الگ بات کہ محبت میں اندھی ہو چکی تھی اور اسے کچھ نظر ہی نہیں آتا تھا. ورنہ چودہ ماہ ایک چھوٹے

سے گھر میں بنا موبائل فون بنا ٹی وی کے بغیر باہر کی دنیا دیکھے گزارنا آسان کہاں ہوتا ہے مگر محبت سب کچھ آسان بنا دیتی ہے. محبت میں اتنی طاقت ہے کہ محب اگر محبوب کے لئے ننگے پاؤں گرم انگاروں پہ بھی چلے تو اسے احساس تک نہیں ہوتا یہ تو فقط ایک کال کوٹھری ہی تھی.

اسے تو اس قید کی عادت ہو چکی تھی بھلا وہ اب آزاد کیسے رہ پائے گی. اس نے کہا تھا کہ صارم کے بغیر زندگی زندگی نہیں تو کیا وہ غلط تھی یا یہ سچ ثابت ہو جائے گا. اگلے لمحات قیامت لانے والے ہیں یا خوشیوں کا سمندر یہ تو کوئی نہیں جانتا اور جو شخص محبت میں ساری کشتیاں جلا چکا ہو تو پیچھے راکھ بچتی ہے جو اسے کہیں کا نہیں چھوڑتی. چار گھنٹے بعد وہ گھر کے سامنے تھے وہ گھر جو اک عرصے سے نہیں دیکھا تھا اسے اس گھر سے بے انتہا محبت تھی مگر اسے وہ بیگانہ کر چکی تھی خود ہی اپنے لئے اس گھر کے دروازے بند کر دیئے تھے مگر آج اسے اس حقیقت کا علم ہوا تھا کہ اس گھر اور اس گھر کے مکینوں کے سوا اس کے ساتھ کوئی مخلص نہیں.

****

ابا جی کی حالت دیکھ کے اسے خود پہ بہت غصہ آیا تھا امی کو دیکھ کے وہ شرمندگی کے پہاڑ

تلے دب گئی. کیا اس سب کی تلافی ممکن تھی؟؟

دونوں اس سے بے انتہا پیار کرتے تھے سب کچھ بھول چکے تھے. بہت روئے تھے اسکے لئے اور اب جب وہ سامنے بیٹھی تھی تو اسکی حالت پہ ترس آرہا تھا اور اپنی بے رحمی پہ غصہ. اب خلیل صاحب کی طبیعت بھی سنبھلنے لگی. رائمہ نے بھی ماں سے کچھ نہ چھپایا انکی گود میں سر رکھ کر انہیں اذیت کی تمام داستان سنا دی. بہت دیر تک دونوں روتی رہیں.

رائمہ نے کچھ دن بعد صارم کو کال کی مگر صارم تو سب کچھ بھول چکا تھا.

"صارم" الفاظ کے ساتھ دل نے بھی جنبش کی. اسکا دل بھی ڈھڑک رہا تھا.

آگے سے مسلسل خاموشی تھی.

"صارم..... صارم.... معاف کر دو مجھے پلیز آپ جیسے چاہو گے میں ویسا کروں گی. آپ چاہیں گے تو میں کبھی آپکے گھر والوں سے ملنے کی بھی ضد نہیں کروں گی. آپ کہیں گے تو میں آپکی دوسری بیوی اور بچے کو بھی آپ جتنا پیار دوں گی... بس مجھے اپنے ساتھ رکھ لیں"... وہ رو رہی تھی. وہ جو اک پکار پہ ہی جی میری جان پکار اٹھتا تھا آج وہ اس حد

تک بدل گیا تھا کہ اسکے آنسو بھی اس پہ کوئی اثر نہیں کر رہے تھے. وہ بے حس ہو چکا تھا شاید یا انتہا درجے کا بد گمان..

"دیکھو صارم میں نے پہلے بھی کبھی کوئی گلہ نہیں کیا. مجھے ساری زندگی بھی اس اپارٹمنٹ میں رکھو باہر ایک نظر بھی نہ دیکھنے دو تو بھی میں تیار ہوں میں خوشی خوشی رہ لوں گی بس مجھے اپنے ساتھ رکھو... میں مر جاؤں گی.."

"تو مر جاؤ. نہ تم جیسی بد کردار عورت کے لئے میرے دل میں کوئی جگہ ہے اور نہ ہی زندگی میں. میں بہت جلد تمہیں آزاد کر دوں گا". وہ روح کا ساتھی آج کیا کہہ گیا تھا. وقت اس طرح بھی بدل سکتا ہے کیا.

"نہیں صارم خدا کے لئے ایسا مت کرنا.. خدا کے لئے اپنا نام مت چھیننا. میں یہاں، ندگی گزار لوں گی تمہارے نام کے سہارے مگر نام مت چھیننا اپنا پلیز.." اس سے جتنا ہو سکتا تھا وہ رونے کی کوشش کر رہی تھی. اسکی ہچکی بندھ گئی. جانے والے کو جانے نہیں دینا چاہیے آخری حد تک کوشش کر لینی چاہیے لیکن اگر پھر بھی وہ نہ مانے تو اسے چھوڑ دیا جائے وہ کبھی آپکا تھا ہی نہیں.

وہ کال کاٹ چکا تھا اور یہ بیٹھی رو رہی تھی. اپنی قسمت کو کوس رہی تھی.

مغرب کا وقت تھا اور وہ اوپر اپنے کمرے میں بیٹھی دھاریں مار کے رو رہی تھی. اذان کی آواز سن کے اٹھی خود کو سنبھالا اور نماز پڑھنے لگی وہ نماز کم ہی پڑھتی تھی مگر آج دل چاہا تھا کہ کوئی تو ہو جس کے سامنے سب کچھ بیان کر دے ماں باپ کو اور تکلیف نہیں پہنچانا چاہتی تھی تو پھر اس مالک دو جہاں کے سامنے سر سجدے میں رکھ دیا جو تمام مخلوقات کا پیدا کرنے والا ہے...

نماز کے دوران بھی دھیان اسی جانب رہا وہی الفاظ دماغ میں گھومتے رہے اور وہ روتی رہی....

"تو مر جاؤ. نہ تم جیسی بد کردار عورت کے لئے میرے دل میں کوئی جگہ ہے اور نہ ہی زندگی میں. میں بہت جلد تمہیں آزاد کر دوں گا" زندہ تو وہ پہلے بھی نہ رہی تھی مگر ان الفاظ نے تو جیسے جیتے جی زمین میں گاڑھ دیا تھا.

"یا اللہ میرے مالک میں کیا کروں میں بہت گنہگار ہوں بہت زیادہ" اور اس کے ساتھ ہی وہ بہت اونچا رونے لگ گئی. چونکہ اسکا کمرہ سیکنڈ فلور پہ تھا اس لئے کوئی سن نہیں سکتا تھا.

اچانک نیچے سے چیخوں کی آواز آئی وہ اٹھی اور ایسے ہی بنا جوتا پہنے نیچے کی جانب بھاگی...

قسمت نے ایک اور کڑا امتحان لے لیا تھا اس سے ایک ایک کر کے سارے رشتے چھینے جا رہے تھے اس کے پاس تین ہی تو لوگ تھے. پہلے صارم اور اب ابا جی...ابا جی انتقال کر گئے تھے اسے کچھ سمجھ نہ آئی وہ وہیں گری اور بیہوش ہو گئی.

****

ایک سال گزرا تھا کہ صارم کو ندت و شرمندگی نے اپنے گھیرے میں لے لیا. اسے یاد آنے لگا اسکا اس پہ اندھا اعتبار اور صارم کے بھی اس پہ اندھے اعتبار کے دعوے. ایک دفعہ اس سے وضاحت بھی نہ لی. دل میں تو وہ ہر پل تھی مگر صارم ہر بار جھٹک دیتا تھا اس کے خیالوں کو ہر بات میں اسی کی یاد بسی تھی. مگر اب بہت شدت سے یاد آتی تھی.

اس نے اپنی دوسری بیوی اور ماں کو بھی بتا دیا. دوسری بیوی خفا ہوئی مگر کتنے عرصے تک خفا رہتی اسے بھی محبت تھی صارم سے اور محبت کا تقاضہ تھا محبوب کو سنبھالنا نہ کے اسکی غلطی پہ اسے دھتکار دینا.

اس نے اسے سنبھالا سمجھایا اسے واپس بھیجنے کے لئے آمادہ کیا.

وہ جو طلاق دینے کی بات کر رہا تھا اس میں اتنی ہمت تھی ہی نہیں.

وہ واپس گیا لیکن وہاں اس گھر میں کوئی بھی نہیں تھا سب مکین کہیں جا چکے تھے ارد گرد سے پتہ کیا تو بھی کچھ نہ پتہ چلا. وہ اسکے دروازے کے سامنے بیٹھا بہت دیر تک روتا رہا. اور دیکھنے والے افسوس بھری نگاہوں سے دیکھتے اک آہ بھرتے اور گزر جاتے.

گھر پہنچا تو بالکل نڈھال ہو چکا تھا ہمیشہ گھر قدم رکھتے ہی سب سے پہلے اپنے بیٹے کو اٹھاتا تھا مگر آج سب کچھ بدل چکا تھا. اسکی کل کائنات بدل چکی تھی وہ حواس کھو رہا تھا.

ہر گزرتا دن اس کے لئے اذیت ناک بن چکا تھا. ہر رات اسے تڑپاتی تھی. وہ اتنا بیوقوف کیسے بن گیا کہ بغیر کوئی بات سنے اسے چھوڑ آیا.

کبھی کبھار سوچتا تھا کہ رائمہ بے وفا تھی مگر اگلے ہی پل دل گواہی دیتا کہ جو تم سے کہہ رہی تھی کہ ساری زندگی ایک اپارٹمنٹ میں گزار سکتی ہے جو کہہ رہی تھی اور کچھ نہ دو بس اپنا نام میرے نام کے ساتھ جڑا رہنے دو بھلا وہ بے وفا کیسے ہو سکتی ہے.

وہ اکثر لائبہ کی گود میں سر رکھتا تو رائمہ شدت سے یاد آتی وہ ہر روز لائبہ کو رائمہ کی باتیں سنایا کرتا اور محبت میں یہی تو انوکھی چیز ہے محبوب کی ہر بات خاموشی سے سنی جائے چاہے وہ رقیب کا ہی ذکر کیوں نہ ہو. اب لائبہ کو بھی ترس آتا تھا رائمہ پہ.

ایک اور سال بیت چکا تھا ان کا بیٹا ریحان دو سال کا ہو چکا تھا. رائمہ کے در پہ وہ بار ہا گیا مگر وہاں کچھ بھی نہیں تھا.

"یقین ہی تو ہے کہ آپ کے ساتھ یہاں ہوں. آپ کے بغیر زندگی زندگی نہیں ہے صارم. اگر کبھی اللہ نہ کرے ایسا ہوا کہ آپ میرے نہ رہے تو میں تو مر جاؤں گی"

کہیں سے یہ آواز آئی تھی.

اور ایک وسوسے نے گھیر لیا تھا اگر رائمہ.... اگر رائمہ مر گئی ہوئی تو....

وہ لیٹا ہوا تھا فوراً اٹھ کے کھڑا ہو گیا پسینے میں شرابور ہو گیا.

نہیں ایسا نہیں ہو سکتا. وہ مجھے چھوڑ کے نہیں جا سکتی وہ ایسا کبھی نہیں کر سکتی.

کیوں نہیں کر سکتی؟ وہ مجھ سے محبت کرتی ہے.. اور تم تم نے جب ایسا کیا اس کے ساتھ تو کیا تم اس سے محبت نہیں کرتے تھے صارم!

ضمیر ملامت کر رہا تھا. وہ شرمندگی کے پہاڑ تلے دب گیا.

لائبہ نے مشورہ دیا کہ جیسے بھی ہو اسے ڈھونڈو اس سے رابطہ کرو. اس کے کسی رشتہ دار کو ڈھونڈو. مگر وہ کیسے ڈھونڈتا. موبائل اسکا آف تھا. کسی رشتہ دار کو جانتا نہیں تھا.

اسکی دوست سے رابطہ کیا تو وہ کینیڈا جا چکی تھی اور رائمہ کے بارے کچھ نہیں جانتی تھی وہ کیا کرتا. دل چاہتا تھا موت آجائے مگر اتنی آسانی سے کیسے؟

*** *** *** *** *** ***

رائمہ نے ایسا صدمہ لیا کہ کومہ میں چلی گئی مسلسل ڈیڑھ سال وہ کومہ میں رہی. اسکی سماعت منتظر رہی صارم کی مگر وہ نہ آیا. ڈیڑھ سال بعد جب ہوش آئی تو وہ یاداشت کھو چکی تھی. یہ اسکے لئے شاید ایک نعمت تھی کہ اسے کوئی بھی نہیں یاد تھا. بہت کم بولتی تھی اپنی ماں کو بھی پہچان نہیں پا رہی تھی. اور ماں کے علاوہ کون تھا جسے پہچانتی. تایا ابو ان دونوں کو اپنے گھر لے آئے. بہت مشکلوں سے ماں نے بیٹی کو سنبھالا ہوا تھا. کبھی ایک جانب دیکھنے لگتی تو پھر دیکھتی ہی چلی جاتی.

آفاق کو اس پہ بہت ترس آتا تھا اسے لگتا تھا کہ اس سب کا ذمہ دار وہ ہے. اب وہ تلافی چاہتا تھا.

آج دوبارہ وہ صارم کے گھر کے سامنے موجود تھا. صارم کے سامنے ہاتھ جوڑ کے معافی مانگی رو یا کہ میں نے سچویشن ہی ایسی کریئیٹ کر دی تھی کہ تمہیں کچھ سوچنے سمجھنے کا موقع ہی نہ ملا مگر تم محبت کرتے تھے تم اس پہ اعتبار تو کرتے.

صارم نے رائمہ کی خیریت دریافت کی دل میں وہی وسوسہ لئے کہ خدانہ کرے اسے کچھ ہو تو نہیں گیا. مگر آفاق نے کہا خود آکے دیکھ لو میرے ساتھ وہ فوراً ساتھ چل پڑا.

بارش ہو رہی تھی موسم خراب تھا سارے راستے خاموشی رہی کوئی بھی کچھ کہنے کے قابل نہیں تھا. جب گھر آیا تو صارم کے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی. دو سال چار ماہ بعد اپنے محبوب کو دیکھنے کا شرف نصیب ہونا تھا. کیا کہنا تھا کیا سننا تھا کیسے کہنا تھا کچھ معافی کیسے مانگنی تھی. پہلے کیا بولنا تھا. کچھ بھی سمجھ نہیں آرہی تھی دیکھنا کیسے تھا. آنکھیں دید کو ترس رہی تھیں. اسکے کمرے کا راستہ دکھا کر خود آفاق وہیں لاؤنج میں بیٹھ گیا. لاؤنج سے کمرے تک کا کچھ فٹ کا فاصلہ اسے صدیوں کی مسافت لگ رہا تھا. دروازے پہ دستک دے کر رک گیا.

"آجائیں". آواز آئی تھی اسی دلربا کی اسی حسن کے پیکر کی. اسی محبوبِ من کی. اسی جانِ جاں کی. اس آواز نے ہی ساکت کر دیا.

بمشکل دروازہ کھول کے اندر داخل ہوا.

ہجر کی اجاڑ راتوں میں

ہم بس یہی سوچتے رہے

ہو گی جب صبحِ وصال

کیسا دکھے گا سب کچھ

کیا ہو گی اس پل

سورج کی چال

اور کیسے دن کی سفیدی

رات سے ابھرے گی

ہو گے جب روبرو تم

کیسے اٹھیں گی پھر

نظریں تمہاری جانب

ہم فقط سوچتے رہے

الفاظ کوئی نئے بنائیں گے

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

باتوں کو چھوڑ کر اس دن

آنکھوں سے کلام سنائیں گے

ہم خوش بخت ہوں گے اس دن

جیسے دنیا یہ دسترس میں ہو

کون جانے کہ بعد از جدائی

موقعہ ءوصال پر

لوگ مر بھی جاتے ہیں

ہاں وہ بدنصیب لوگ

جنہیں خوشیاں راس نہیں آتی

آج دو سال چار ماہ بعد وہ ایک دوسرے کے سامنے تھے۔ وہ دونوں جو یک جان ہونے کا دعوی کرتے تھے آج دو سال چار ماہ ہو گئے تھے ہجر میں۔ ہجر میں تو لوگ مر جاتے ہیں مگر وہ زندہ تھے وہ دیکھ سکتے تھے سانس لے سکتے تھے مگر گویائی کھو چکے تھے شاید۔

کچھ کہنے کو نہیں تھا کسی کے پاس. فقط اک آہ کے سوا....اک افسوس بھری آہ کے سوا.....

وہ یوں دیکھ رہے تھے کہ جیسے کوئی صدیوں کا پیاسا پانی کو دیکھ کے ہی اپنی پیاس بجھا رہا ہو. وہ پانی کے پاس پہنچ تو چکا ہو مگر ہمت کھو چکا ہو اس زندگی بخش جام کو منہ لگانے کی. انکا حال بھی اک پیاسے جیسا تھا. فقط بصارت ہی تو تھی جو سیراب ہونے میں ساتھ دے رہی تھی دونوں اپنی جگہ پہ ساکت تھے. وہ اس سے چار فٹ کے فاصلے پہ دروازے کے قریب کھڑا تھا اور اب وہیں بیٹھ گیا تھا وہ خود نہیں بیٹھا تھا اسے کسی قوت نے زبردستی بٹھا دیا تھا وہ تو مجسمہ بن گیا تھا.

سب کچھ ساکن تھا ہوائیں جو کچھ دیر پہلے زور و شور سے چل رہی تھیں وہ بھی ساکن ہو چکی تھیں بارش جو کسی طوفان کی مانند برس رہی تھی وہ بھی تھم گئی. اگر کچھ ساکن نہیں ہوا تھا تو وہ انکی دھڑکنیں تھیں.

باہر صدا لگانے والے نے صدا لگائی تھی "ٹوٹی ہوئی چیزوں کی مرمت کروالیں."

کاش کے بکھرے وجود کی بھی مرمت ہو سکتی کاش ٹوٹے دل کی بھی مرمت ہو سکتی. ممکن ہے ہوتی بھی ہو مگر جو ریزہ ریزہ ہو چکا ہو جس کی کرچیوں کو اکٹھا کرنا ہی ناممکن ہو

چکا ہو اس کا کیا؟؟؟

وہ بیٹھ چکا تھا اور رائمہ......رائمہ تو کسی کو پہچان ہی نہیں سکتی تھی. وہ اٹھی آگے بڑھی اور اس کے پاس ہی نیچے بیٹھ گئی.

صارم نے اسکے ہاتھ تھام لئے. اور آنکھوں سے لگا کے رو دیا. وہ حسن کے پیکر کی کیا حالت ہو چکی تھی وہ مر جھا چکی تھی.

"اس عشق نے ہم سے مت پوچھو کیا کیا تاوان لیا

وہ روپ گنوایا موتی سا جس روپ کے تم شیدائی تھے"

"صارم" ہونٹوں نے جنبش کی. محبت نے انوکھا معجزہ دکھایا. وہ جو ہر شے بھول چکی تھی وہ صارم کو پہچان گئی. اس کے الفاظ نے اس بات کی گواہی دی کہ اسکی محبت کوئی حکایت نہیں اسکی محبت تواتر سے سچی ہے.

"رائمہ...رائمہ مجھے معاف کر دو رائمہ. میں مجرم ہوں مجھے معاف کر دو"

رائمہ نے اسکے ہونٹوں پہ ہاتھ رکھ کے اسے چپ کروایا.

"صارم!!! میں آپکے بغیر نہیں رہ سکتی صارم میں مر جاؤں گی"

اور روتے ہوئے اس کے گلے لگ گئی.

اسکی آزمائش ختم ہوئی اسکا امتحان ختم ہوا. سب کچھ اختتام کو پہنچا. وہ اسی انتظار میں تھی اتنی ہی مہلت تھی اسکے پاس. اب وہ وقت آ پہنچا تھا کہ جس نے اسے ہر طرح کے دکھ سے آزاد کر دیا.

ہچکیوں کی آواز ختم ہوئی. وجود ساکت ہوا اور لڑکھڑا کر صارم کی بانہوں میں گری.

ہونٹوں نے آہستہ سے یہ پیغام سنایا:

"صارم! مجھے محبت ہے آپ سے"

اور اسکے ساتھ ہی سب کچھ ساکت ہو گیا. دھڑکن بھی وجود بھی.. اپنے محبوب کے ہاتھوں میں اسکی نظروں کے سامنے روح پرواز کر گئی.

" میں دعا کرتی ہوں کہ جب موت آئے تو آپ میری نظروں کے سامنے ہوں. میں آپکے ہاتھوں میں دم توڑوں". یہ آواز کہیں سے پورے کمرے میں گونجی اور صارم کو ہلا کہ رکھ دیا.

محبت کو فتح نصیب ہوئی کہ وہ سچی کہلائی. عشق نے دور کھڑے ہو کر قہقہہ لگایا اور کہا

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

" محبت امر ہو گئی"

صارم اسے اپنے ساتھ لگائے چیختا رہا روتا رہا اور اتنا او نچا رو یا کہ اس گھر کے در و دیوار ہل گئے. سب بھاگتے ہوئے اس کمرے کی جانب آئے

وہاں سب کچھ ختم ہو گیا تھا.

عاشق کو اپنا محبوب مل گیا تھا رائمہ نے اپنی مراد پالی تھی. اسکی محبت کا مان تھا کہ صارم لوٹ آئے گا وہ آگیا تھا. اسکے سوا کوئی اور خواہش ہی نہیں تھی. اور جب کوئی طلب ہی نہ رہے تو انسان زندگی کس لئے گزارے.

"اتنے برسوں کی جدائی ہے کہ اب

تم کو دیکھیں گے تو مر جائیں گے"

****

❤ ختم شدہ ❤

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews